حضرت مفتی محمودؒ کی وفات اور دارالعلوم حقانیہ

جناب شفیق فاروقی

حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب داعئ انقلاب اسلامی کا تمام مدارس عربیہ سے عموماً مگر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور اس کے طلبہ سے خصوصاً جو والہانہ تعلق رہا اسکی مثال نہیں ملتی ۔ حضرت مرحوم کے خاندان اور قریبی روحانی تعلق رکھنے والے گھرانہ خانقاہ یاسین زئی پنیالہ اور اباخیل کے اکثر بچوں اور نوجوانوں کی دینی تعلیم دارالعلوم حقانیہ ہی میں ہوتی رہی خانقاہ یاسین زئی پنیالہ جس سے بیعت وارشاد اور اولین تربیت کا تعلق مفتی صاحبؒ رکھتے تھے اس کے اکثر موجودہ علماء دارالعلوم حقانیہ کے روحانی فرزند ہیں ۔ مولانا صاحبزادہ محمود صاحب پنیالہ (جنہوں نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی) مولانا محمد حسن ۔ مولانا عبداللہ صاحب مولانا عبدالقدوس صاحب ، پیر عبدالقیوم صاحب ۔ مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب ۔ نے دارالعلوم ہی میں تکمیل علوم کیا ۔ اباخیل کے روحانی خانقاہ کے مولانا عبدالرحمان صاحب ، مولانا عبدالرحیم صاحب ، مولانا عبدالکریم صاحب ، مولانا عبدالمتین صاحب ، مولانا عبداللہ صاحب دارالعلوم حقانیہ کے حلقہ فضلاء کی روشن کڑیاں ۔ خود حضرت مفتی صاحبؒ کے فرزند اکبر مولانا فضل الرحمان صاحب پانچ چھ برس دارالعلوم حقانیہ ہی میں کسب فیض کرتے رہے ، اور پچھلے سال حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ سے دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ ہوئے جبکہ ان کا اپنا معیاری مدرسہ قاسم العلوم ملتان موجود تھا ۔ مگر یہاں دارالعلوم کے ماحول میں وہ ایسے رچ بس گئے کہ یہاں کے ہو کر رہ گئے ۔ اس وقت بھی حضرت مفتی صاحبؒ کے ہر دو بھتیجے مولوی عنایت اللہ صاحب شریک دورۂ حدیث اور مولوی کفایت اللہ دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار طالب علم ہیں ۔

دارالعلوم حقانیہ سے تعلق خاطر کا نتیجہ تھا کہ حضرت مفتی صاحبؒ جب بھی صوبہ سرحد آتے اور جی ٹی روڈ سے گذرتے تو لازماً طلبہ دارالعلوم کو اپنے انقلابی خیالات سے نوازتے ۔ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحبؒ نے دارالعلوم میں اپنے خطاب میں ظریفانہ انداز میں فرمایا کہ میں تو یہاں بغیر ٹھہرنے کے گذرنا ایسا سمجھتا ہوں جیسا کہ کسی میقات سے بغیر احرام کے گذرنا ہوتا ہے ۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی انقلابی تحریک نفاذ اسلام کو ہر دور میں دارالعلوم حقانیہ کے

سرفروشانہ اور انقلابی تعلیمی ماحول سے مکمل تعاون ملتا رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کے جلیل القدر شیخ الحدیث مدظلہ سے حضرت مفتی صاحبؒ کا نہ صرف طویل رفاقت کا تعلق رہا بلکہ آپ اس تعلق میں عقیدت واحترام کو بے حد ملحوظ رکھتے تھے جبکہ بڑے بڑے اکابر و مشائخ سے آداب احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی حضرت مفتی صاحب کچھ نہ کچھ بذلہ سنجی اور ظرافت میں بے تکلف ہو جاتے تھے مگر اسمبلی اور اس کے بعد کی طویل مدت میں ہر جگہ میں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ حضرت مفتی صاحبؒ کو ایک خاص عقیدتمندانہ انداز میں دیکھا کہ وہ اس کی پوری پوری رعایت کرتے تھے اسی طرح ہمارے مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ گہری محبت اور مشفقانہ تعلق کا عالم تھا۔ مگر وہ حد سے زیادہ بے تکلفانہ انداز میں جب بھی آپ سے ملتے تو حضرت مفتی صاحبؒ کی طبیعت کھل جاتی اور لطائف و ظرائف اور خوش طبعی کا ایک باب کھل جاتا۔ اس سلسلہ میں مستقل ایک "ظریفانہ موضوع" پر گفتگو ہوتی اس موضوع کے دائرے بڑے وسیع ہوتے۔ ایک مستقل ظریفانہ پارٹی کے منشور پر بحث ہوتی، عہدہ داروں اور سرکردہ اور سرگرم کارکنوں کی نامزدگیاں ہوتیں، عہدے گھٹائے اور بڑھائے جاتے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے قریبی حلقۂ احباب اور بے تکلف دوستوں میں بے حد دلچسپی سے اس "پارٹی" کے چرچے ہوتے۔ مولانا سمیع الحق صاحب جب دیکھتے کہ حضرت مفتی صاحبؒ ملک و ملت کے گمبھیر مسائل اور نہایت سنگین حالات میں گھرے ہوتے ہیں، طبیعت چور چور ہے تو اس موضوع کو چھیڑ دیتے۔ محفل سنجیدگی کی بجائے ہنسی مذاق میں بدل جاتی۔ میں نے عموماً دیکھا کہ مولانا سمیع الحق صاحب سے ملتے ہی حضرت مفتی صاحب کی طبیعت میں شگفتگی آجاتی۔ بارہا ایسا ہوا کہ قومی اسمبلی یا تحریک یا وزارت کے دوران بھی مولانا سمیع الحق صاحب نے اشارتاً کہا کہ حضرت نکلئے ان ہنگاموں سے چلیں کہیں، کچھ دیر آپ کو تفریح و آرام کرائیں۔ مفتی صاحبؒ بخوشی آمادہ ہو جاتے اور ہم لوگ انہیں لیکر کسی پارک یا الگ جگہ پہ جاتے، گھنٹوں بے تکلفانہ اور ظریفانہ گفتگو اور محفل ہوتی مفتی صاحبؒ مرحوم ہشاش بشاش ہو جاتے۔ فرماتے کہ مجھے تو ان ہنگاموں نے مار ڈالا۔ میں تو خود کچھ دیر کیلئے ایسا ماحول چاہتا ہوں۔ ان محفلوں میں عجیب عالم تھا، چٹکلے لئے جاتے، علمی و ادبی نکات ہوتے، شعر و شاعری بھی ہوتی کسی شعر میں سقم ہوتا تو حضرت مفتی صاحبؒ بار بار دہرا کر کہتے یہ شعر وزن پر پورا نہیں اتر رہا۔ اشخاص و افراد کا تجزیہ ہوتا، ہم لوگ کچھ سمجھتے کچھ نہ سمجھتے مگر بے حد محظوظ ہوتے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی انتہائی شفقت و محبت کہیئے کہ مولانا سمیع الحق صاحب بے تکلفی اور جرأت و محبت اور عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ سب کچھ کہہ جاتے جو اور نہ کہہ سکتے مگر آپ کی پیشانی پہ بل نہ آتا۔

تحریک کے دوران ہم لوگ بھی مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ گرفتار ہوئے اس وقت حضرت مفتی صاحبؒ ہری پور جیل میں تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب سے اس وقت کی انتظامیہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نصر اللہ خان خٹک کے الیکشن میں شکست کھا جانے کی وجہ سے سخت ناراض تھی۔ آپ دارالعلوم میں تھے اور جلسے جلوسوں کی رہنمائی کر رہے

تھے پولیس انہیں ہر حال میں گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ آپ نے انتظامیہ سے کہا کہ میں آج گرفتاری پیش کروں گا مگر اس شرط پر کہ مجھے پشاور کی بجائے ہری پور سنٹرل جیل لے جایا جائے گا۔ یہ شرط بخوشی منظور کر لی گئی شام کو آپ کو جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ رات ہمیں مقامی تھانہ میں رکھا گیا۔ اور دوسرے دن صبح خانہ پری کیلئے پشاور سنٹرل جیل پہنچا کر وہاں سے سیدھا ہری پور لے جانے کے کاغذات تیار کئے گئے۔

بارہ بجے ہم ہری پور جیل پہنچائے گئے۔ اس دن کے اخبارات میں گرفتاری کی خبر آچکی تھی جسے مفتی صاحبؒ نے پڑھ لیا تھا۔ مولانا سمیع الحق صاحب بھی اسی وجہ سے ہری پور جیل لے جانے پر اصرار کر رہے تھے کہ اپنی محبوب شخصیت حضرت مفتی صاحبؒ کی صحبت وہاں میسر ہوگی۔ جیل جا کر حضرت مفتی صاحبؒ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ میں نے اخبار میں پڑھا تو اللہ سے یہی دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ انہیں پشاور وغیرہ کی بجائے ہری پور جیل لے آ۔ پھر تو وہاں ان کی جو محفلیں مہینہ ڈیڑھ رہیں اور جو بزم میں سجتیں آج اس کا سوچ کر کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ کہ یا اللہ یہ کیا ہو گیا۔ بزم ہی اجڑ گئی، نہ ساقی ہے نہ محفل ہے نہ میخانہ۔

وہاں حضرت مفتی صاحبؒ کے مشاغل مصروفیات اور گھنٹوں تنہائی کی بے تکلفانہ محفلیں، اس کے بیان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ جیل میں حضرت مفتی صاحبؒ نے بعد از عصر حدیث کا درس شروع کیا۔ ہزاروں قیدی اہل علم و فضل کا خلاصہ سمٹا تھا۔ جلسہ کی صورت اختیار ہو جاتی۔ حاکم وقت کو یہ ناگوار گذرا، درس بند کر دیا گیا حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ ذمہ داری مولانا کو سونپ دی دو چار دن درس دینے کے بعد جب بند کر دیا گیا تو آخر تک مولانا سمیع الحق صاحب نے بعد از عصر کا درس حدیث دیا۔ جب تک حضرت مفتی صاحبؒ جیل میں رہے۔ جب انہیں سہالہ ریسٹ ہاؤس منتقل کیا گیا تو تقریر اور خطبۂ جمعہ کی ذمہ داری بھی جیل کے مختلف مکاتب فکر سیاسی و علمی زعماء اور ہزاروں رضا کاروں نے مولانا سمیع الحق صاحب کے سپرد کر دی جسے آپ نے بااحسن طریقہ نباہا۔ بہر حال یہ تو ایک طویل تعلق اور صحبتوں کی داستان ہے۔ بات دارالعلوم حقانیہ سے حضرت مفتی صاحبؒ کے گوناگوں خصوصی تعلقات و روابط کی ہو رہی تھی اس مناسبت سے بات لمبی ہو گئی ان وجوہات سے حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات سے دارالعلوم حقانیہ پر ایک قیامت گذری تو تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور اسے قدرتی تعلق خاطر کا نتیجہ کہئے کہ پشاور اور لاہور کے مرکزی دفاتر اور اکابر جمعیۃ سے بھی قبل یعنی وفات سے کچھ ہی دیر بعد دو سوا دو بجے اکوڑہ خٹک جیسے گاؤں جہاں ٹرنک کال پر گھنٹے لگتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے فون پر یہ حادثۂ فاجعہ سنا۔ یہ اطلاع پہلے قاری سعید الرحمان صاحب راولپنڈی کے ہاں دی گئی۔ اتفاق کہئے کہ وہ ڈیڑھ بجے راولپنڈی سے اکوڑہ خٹک مولانا سمیع الحق صاحب کے پاس آنے کیلئے ان کے دیرینہ رفیق مولانا عبداللہ کاکاخیل حال مقیم نائیجیریا کی معیت میں روانہ ہو چکے تھے۔ اس وقت مولانا سمیع الحق صاحب کسی کام کیلئے راولپنڈی روانہ ہونے والے کہ وہاں سے مولانا سعید الرحمان صاحب کا فون

آیا اور باصرار یہ کہہ کر روکا کہ ہم خود آپ کے پاس آرہے ہیں۔ رات اکوڑہ آپ کے پاس رہیں گے۔ وہ لوگ راستہ ہی میں تھے کہ یہ المناک فون یہاں موصول ہوا۔ مولانا سمیع الحق صاحب کی حالت قابلِ رحم تھی۔ چہرا بالکل زرد اور فق ہوگیا۔ اور فون پر بار بار کہہ رہے تھے کہ یہ اطلاع قطعی غلط ہوگی اور کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔ تحقیق ہونے تک آپ نے دار العلوم کے دفتر کو بھی روکا کہ یہ خبر فی الحال دار العلوم میں پھیلنے نہ پائے۔

چند لمحے بعد قاری سعید الرحمان صاحب اور مولانا عبد اللہ کاکاخیل صاحب بھی پہنچ گئے۔ مولانا نے گھر کے دروازہ ہی میں انہیں یہ منحوس خبر سنا دی۔ اور سب سر پکڑ کر رہ گئے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ جو دل کے مریض تھے اب انہیں اطلاع کس طرح دی جاتے۔ بڑے غور و فکر کے بعد مناسب انداز میں انہیں یہ خبر پہنچائی گئی مگر جو خطرہ تھا وہی ہوا۔ حضرت مدظلہ کو خبر سنتے ہی سینہ میں درد شروع ہوگیا۔ کئی گھنٹے حیرت اور درد و الم کی حالت میں گذرے اور رفتہ رفتہ طبیعت بحال ہوگئی۔

جنازہ کا نظام یقینی معلوم ہوا تو یہ سب لوگ رات کو تین بجے حضرت مفتی صاحب کے گاؤں عبدالخیل روانہ ہوئے دار العلوم میں عید الاضحیٰ کی تعطیل شروع ہی ہوئی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے برادرزادے بھی یہاں موجود تھے ان کو بھی اطلاع ہوئی، طلبہ خبر سنتے ہی دار العلوم کی مسجد میں جمع ہو کر تلاوت کلام پاک میں مصروف ہوگئے۔ اور اکثر موجود طلبہ جیسے بھی ہو سکا اپنے اپنے ذرائع سے ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے درد و غم اور تعزیت کا پیغام اخبارات کو بھجوایا، دار العلوم کے سینکڑوں فضلاء، قدیم طلبہ اور متعلقین اور اساتذہ نے جنازہ میں شرکت کی تعطیل عید الاضحیٰ ختم ہونے پر دار العلوم کھل گیا۔ غمزدہ طلبہ اوطان و بلاد سے واپس ہوئے تو تعزیتی اجتماعات ختم کلام پاک اور دعاؤں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔ دار العلوم میں طلبہ کے ذوق، زبان، علاقوں اور اوطان کے اختلاف کی بناء پر تقریر و خطابت اور تنظیمی زندگی کی مشق و تمرین کے لئے کوئی ایک درجن انجمنیں، مجالس اور تنظیمیں قائم ہیں جو شبِ جمعہ اپنے پروگرام کے مطابق تعزیتی اجتماعات منعقد کرتی ہیں کسی نہ کسی موضوع پر تقاریر اور خطبات و مقالات کی مشق ہوتی ہے۔ طلبہ کے ان ہفتہ وار اجتماعات نے تعزیتی اجتماعات کی شکل اختیار کرلی اور ختم کلام پاک کے بعد طلبہ کی تقریر حضرت مرحوم کی شخصیت و کردار اور ان کی جدائی پر افسوس و غم اور عزائم دینی کی تجدید کے گرد گھومتی رہی جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس کا مختصراً ذکر جگہ کی کمی کی وجہ سے کیا جارہا ہے۔

انجمن تمرین البیان | دار العلوم حقانیہ میں مقیم ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بنوں و شمالی اضلاع کے طلبہ پر مشتمل اس انجمن نے اپنے تعزیتی اجلاس میں حضرت مفتی صاحبؒ پر ایک مجلسِ مذاکرہ کا اہتمام کیا جس کی صدارت حضرت مفتی صاحبؒ کے برادرزادہ مولوی عنایت اللہ صاحب ڈیروی شریکِ دورۂ حدیث نے کی۔ صاحبزادہ عبدالرؤف متعلم دار العلوم کی تلاوت

کلام پاک کے بعد مولوی مطیع اللہ نے قائد محترم کی شان میں ایک منظوم مرثیہ سنایا۔ طلبہ دارالعلوم مولوی عبدالعزیز شاہ مولوی انیس الرحمٰن، مولوی پیر مظفر شاہ، صاحبزادہ عبدالوہاب الباسل، مولوی محمد الیاس، مولوی غلام محمد، مولوی اشرف علی صاحبزادہ عبدالقدیر شاہ اور دیگر حضرات نے حضرت مفتی صاحب مرحوم کے گوناگوں کمالات اور خوبیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی اور علم و عمل جہاد و سیاست کے میدان میں ان کے نمایاں کارناموں کا تذکرہ کیا۔ آخر میں صدر جلسہ مولوی عنایت اللہ ڈیروی نے تقریر کی اور کہا کہ مرحوم کی زندگی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ علماء کا یہ قافلہ حق جسے سامنے رکھ کر کامیابی سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے۔ آخر میں ایصالِ ثواب کیا گیا۔

انجمن تنظیم المسلمین | غیور قبائلی علاقہ شمالی وزیرستان کے طلبہ کی اس انجمن کے تعزیتی اجتماع کی صدارت مولوی مبارک خان متعلم دارالعلوم نے کی حافظ امیر محمد صاحب کی تلاوت کلام پاک کے بعد انجمن کے جنرل سیکرٹری مولوی محمد ریاض نے تعزیتی کلمات سے اجلاس کا افتتاح کیا۔ اور مقررین نے حضرت مفتی صاحب کے شاندار کارناموں کو بیان کیا۔ آخر میں جناب صدر جلسہ نے دعائے مغفرت کرائی۔

انجمن خدام الدین | اس انجمن کا تعزیتی اجلاس مولوی پیر مختار الدین صاحب اورکزئی کی صدارت میں ہوا قاری نعیم الحق صاحب کی تلاوت کلام پاک کے بعد انجمن کے بانی اور سیکرٹری مولوی اسلم خان خٹک نے حضرت مفتی صاحب کی زندگی پر مفصل اور مبسوط خطاب کیا۔ اور مختلف ادوار کو بیان کیا۔ دیگر مقررین نے بھی شاندار خراج عقیدت پیش کیا۔ پسماندگان کے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ آخر میں تمام حاضرین جلسہ نے ایصال ثواب کیا۔

انجمن اصلاح الکلام | یہ اجلاس صدر انجمن اصلاح الکلام مولوی مختار احمد ارشد کی صدارت میں ہوا۔ قاری ولی اللہ نے تلاوت کلام پاک کے بعد ایک پرسوز نظم سنائی جس سے سامعین آبدیدہ ہوئے۔ مولوی محمد نعیم صدر جمعیۃ العلماء اسلام ضلع مردان شریک دورہ حدیث نے تقریر میں کہا کہ آپ اخلاص و ایثار کا مجسمہ تھے۔ مولوی شہباز خان متعلم دارالعلوم نے کہا کہ اس عظیم رہنما کی ساری زندگی اشاعت دین میں گذری۔ مولوی سید عبدالبصیر شاہ ناظم اعلیٰ انجمن نے کہا کہ مرحوم جہاں عالم دین فقیہ اور محدث تھے وہاں بین الاقوامی سیاستدان بھی تھے۔ آخر میں صدر انجمن مولوی مختار احمد ارشد نے تقریر کی اور کہا مفتی صاحب تو چلے گئے مگر ان کا مشن ابھی باقی ہے۔ آخر میں اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعہ گومل یونیورسٹی ڈیرہ کا نام مفتی محمود یونیورسٹی رکھنے کا مطالبہ کیا گیا۔

انجمن تہذیب البیان | ۱۶ر نومبر کی شب جمعہ کو اس انجمن کا تعزیتی اجتماع مولوی مسعود جان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ انجمن کے جنرل سیکرٹری مولوی اشرف الدین اشرف نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دئے۔ قاری حفظ الرحمان ڈیروی کی تلاوت کلام پاک کے بعد مولوی محمد اسرائیل نے کہا کہ آپ کی موت عالم اسلام کی موت ہے۔ مولوی محمد رحیم ڈیروی، صدر اجلاس مولوی مسعود جان نے مفتی صاحبؒ کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مولوی محمد محسن سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن نے تعزیتی اشعار سنائے۔